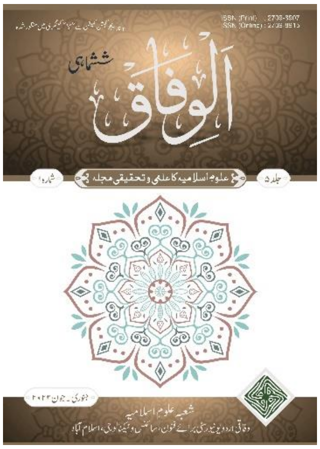

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code

Article	نسخ قرآن کی مختلف تعبیرات: معاصر تفسیری رجحانات کا مطالعہ Different Interpretations of the Qur'an: A Study of Contemporary Commentary Trends	Indexing
Authors	Muhammad Rifaqat Ali[1] Dr. Muhammad Atif Aslam Rao[1]	
Affiliations	[1]University of Karachi, Karachi.	
Published	30 June 2022	
Article DOI	https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u14	
QR Code		
Citation	Rifaqat Ali, Muhamamd, and Atif Aslam Rao، Muhammad, Dr. *"Different Interpretations of the Qur'an: A Study of Contemporary Commentary Trends"* Al-Wifaq, June 2022, vol. 5, no. 1, pp. 229–239	
Copyright Information:	نسخ قرآن کی مختلف تعبیرات: معاصر تفسیری رجحانات کا مطالعہ Different Interpretations of the Qur'an: A Study of Contemporary Commentary Trends © June 2022 by Muhamamd Rifaqat Ali & Dr. Muhammad Atif Aslam Rao is licensed under CC BY 4.0	
Publisher Information:	Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.	

نسخ قرآن کی مختلف تعبیرات: معاصر تفسیری رجحانات کا مطالعہ

Different Interpretations of the Qur'an: A Study of Contemporary Commentary Trends

*محمد رفاقت علی

**ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

ABSTRACT

From the very beginning, abrogation has been given special importance by Muslim scholars. There is a consensus among the Muslim Ummah on the fact of abrogation. Only a few people denied this fact. Everyone has agreed on the occurrence of abrogation in the Holy Qur'an; however, scholars and researchers have been differing in its nature. Qur'anic exegetical literature has great importance among Islamic scholars. While interpreting the Holy Qur'an, various commentators have discussed the abrogation in detail. The commentators of Urdu Qur'anic exegetical literature also seem to be in favour of abrogation in the Holy Qur'an. In these commentaries, not only the verses related to abrogation have been described, but in some commentaries, the causes and circumstances of revelation have been described in such detail that after reading these commentaries, there remains no need to search for related books.

Sir Syed Ahmad Khan and Ghulam Ahmad Pervez are among the commentators who have worked hard to harmonize the commentary with Western thought. As a result of this struggle, they denied the abrogation in the holy Quran.

Most of the commentators of the subcontinent agree that the Qur'anic Verses may have been abrogated. However, they split into two groups. Some have expanded the concept of abrogation, while others have accepted the abrogation of only a few verses of the Holy Qur'an. There was a need to highlight and compare the views of both classes. The article under review is an attempt to fill this gap.

KEYWORDS

Muslim Ummah, Abrogation in Holy Qur'an, Sir Syed Ahmad Khan, Ghulam Ahmad Pervez.

قرآن حکیم میں بیان کردہ علوم میں سے "نسخ" کو بڑی اہمیت اور شان حاصل ہے۔ اسی وجہ سے متقدمین محققین نے اس عنوان پر مستقل کتب تحریر کی ہیں اور اولین مفسرین جن میں سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایسے جلیل

---

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی

القدر صحابی بھی شامل ہیں، ان کے نسخ پر اقوال ملتے ہیں جن کو امام ابن جریر علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے۔ نسخ پر ان حضرات کی الگ تو کوئی تصنیف نہیں ملتی البتہ اس موضوع پر ان کی گفتگو نے اس کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے۔ یہ اسلامی علوم کی ایک مستقل اصطلاح ہے جس کی اپنی مخصوص تعریف اور شرائط ہیں۔ نسخ کوئی چھری نہیں کہ جس عقیدے کو چاہے باطل کر دے، جس تاریخی بیان کو چاہے بدل دے، جس قانون کو چاہے کالعدم قرار دے دے، جس اخلاقی ضابطے کو چاہے ملیامیٹ کر دے، نہ اس کے لیے وقت کی پابندی ہو اور نہ اس قانون پر مسئلے کی نوعیت کا کوئی اثر ہو۔ بلکہ جس حکم کو جب مصلحت کے خلاف دیکھا کالعدم قرار دے دیا۔ اس قسم کا کوئی بھی تصور نسخ سے متعلق درست نہیں۔ یہ ایک اسلامی اصطلاح ہے جسے اپنے دائرے اور پابندیوں میں رکھتے ہوئے نافذ العمل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مختلف پیدا کیا ہے۔ پہلے لوگوں کو جس چیز کی ضرورت تھی لازم نہیں ہے کہ اُن سے بعد میں آنے والے لوگوں کو بھی اسی چیز کی ضرورت ہو۔ یہ چیز نسخ کے عمل کو برقرار رکھتی ہے۔ جدیدیت پسندوں کے مطابق قرآن میں جہاں نسخ کا ذکر آیا ہے اس سے مراد سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنا ہے، قرآن کریم کی آیات کے ذریعے دوسری آیات منسوخ کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔[1] جبکہ جمہور محققین کا موقف یہ ہے کہ سابقہ ادیان کی طرح اسلامی شریعت میں بھی نسخ واقع ہوا ہے۔ متقدمین و متاخرین مفسرین کرام کا یہ اسلوب رہا ہے کہ انہوں نے تفسیر کرتے وقت نہ صرف نسخ پر بحث کی ہے بلکہ علوم القرآن کی دیگر اصطلاحات کو بھی تفصیلاً یا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں نسخ قرآن کی مختلف تعبیرات سے متعلق معاصر تفسیری رجحانات کا مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

نسخ کے انکار یا ان کی تعبیر جدید کی حامل تفاسیر

اس عنوان کے تحت ان تفاسیر کا مطالعہ شامل ہے جن میں نسخ کی تردید اور اس سے متعلق زیر بحث آنے والی قرآنی آیات کی جدید تصور کی روشنی میں تعبیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں دو تفاسیر کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک سیر سید احمد خان کی "تفسیر القرآن" اور دوسری غلام احمد پرویز کی "لغات القرآن" ہے۔

تفسیر القرآن

سیر سید احمد خان برصغیر کے پہلے مفسر ہیں جنہوں نے مغربی فکر سے متاثر ہو کر تجدد پسندانہ تفسیری نقطہ نظر اختیار کیا۔ ان کا موقف یہ ہے کہ قرآن کریم میں کوئی بھی حکم ایسا نہیں ہے جس کو ہم ناسخ یا منسوخ کہہ سکیں۔[2] یہ کہتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ "مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا[3]" میں لفظِ آیت سے قرآنی آیت مراد نہیں ہے بلکہ اس سے حضرت موسیٰ کی شریعت کے وہ احکام مراد ہیں جنہیں یہودیوں نے بھلا دیا تھا یا جنہیں شریعتِ محمدی ﷺ میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ہمارے نزدیک قرآن کریم جو کچھ موجود ہے وہ وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں تحریر ہو چکا ہے۔ قرآن کریم کی کوئی بھی آیت ایسی نہیں ہے جسے منسوخ قرار دیا جائے۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں نسخ کا

لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ سابقہ ادیان اور شرائع کی نسبت استعمال ہوا ہے۔[4] ارشاد باری تعالیٰ "وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ" [5] میں "قالوا" کی مراد کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی ضمیر کفارِ مکہ کی طرف نہیں لوٹ رہی بلکہ اس سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔[6] ان کے نزدیک قرآن کریم میں نسخ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ قرآن کریم کی نہ تو کوئی آیت کریمہ منسوخ ہے اور نہ کوئی ناسخ۔ ان کا دعویٰ ہے کہ پورے قرآن کریم سے ہمیں کوئی ایسا حکم نہیں ملا جو منسوخ ہو چکا ہو۔

لغات القرآن

نسخ کی تردید اور جدید مغربی فکر سے ہم آہنگ تعبیر کے حوالے سے ایک نمایاں مفسر غلام احمد پرویز ہیں۔ انہوں نے بھی نسخ پر دلالت کرنے والی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو مغربی فکر سے ہم آہنگ اور اِن کے تجدد پسندانہ رویے پر دلالت کرتی ہے۔ "مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَا"[7] کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پیچھے سے سلسلہ کلام یوں چلا آتا ہے کہ یہودی اور عیسائی نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہیں۔ انہوں جتنے بھی اعتراض کیے ہیں، قرآن کریم میں اکثر کا جواب دے دیا گیا۔ ان کا ایک اعتراض یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور دیگر انبیاء کرامؑ پر مختلف احکام نازل فرمائے، وہ سارے احکام اور قوانین تورات میں موجود ہیں۔ ان احکام کی موجودگی میں نہ تو نئے رسول کی ضرورت تھی اور نہ ہی نئی کتاب کی۔ بغیر ضرورت کے نیا رسول اور نئی کتاب کیوں بھیجی گئی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے ہدایت کا سلسلہ چل رہا ہے۔ انبیاء کرامؑ پر جو احکام نازل ہوتے تھے ان میں سے اکثر احکام ایسے ہوتے تھے جن کا تعلق اس دور کے ساتھ ہوتا تھا، وہ احکام صرف اسی دور میں نافذ العمل ہو سکتے تھے۔ بعد کے ادوار میں ان پر عمل کرنا ناممکن ہوتا۔ جب زمانہ اور حالات تبدیل ہوتے تو ایک رسول کو بھیجا جاتا جو اس دور اور زمانہ کے مطابق احکام لے کر آتا۔ اس پس منظر میں یہ نئی وحی پہلے والی وحی کے لیے ناسخ بن جاتی اور پہلی وحی منسوخ ہو جاتی۔[8] اس سے واضح ہوتا ہے کہ "مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ أَوْ مِثْلِهَا"[9] میں جن آیات کے منسوخ کا تذکرہ کیا گیا ہے اُن سے مراد قرآن کریم کی آیات نہیں ہیں بلکہ ان سے مراد تورات کی آیات ہیں یا سابقہ آسمانی کتب کی آیات ہیں۔

نسخ کے دفاع یا ان کی روایتی تعبیر کی حامل تفاسیر

اس عنوان کے تحت برصغیر کی ان تفاسیر کا مطالعہ شامل ہے جن میں نسخ کو جائز قرار دیا گیا یا ان کی روایتی تعبیر کی گئی ہے۔ ان تفاسیر میں سے متعلقہ موضوع پر مطالعے کے لیے جن تفاسیر کا انتخاب کیا گیا ہے، ان میں علامہ غلام رسول سعیدی کی "تبیان الفرقان" اور "تبیان القرآن"، مولانا امین احسن اصلاحی کی "تدبر قرآن"، مفتی محمد شفیع کی "معارف القرآن" اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی "تفہیم القرآن" شامل ہیں۔

ا۔ تبیان الفرقان میں نسخ کی مباحث

یہ علامہ غلام رسول سعیدی کی تحریر کردہ تفسیر ہے۔ یہ تبیان القرآن کی بنسبت مختصر ہے اور اس میں دور جدید کے اعتراضات کے بڑے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ یہاں پر اس بحث کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ نسخ ایک ایسا قانون ہے جو تمام شریعتوں میں رائج رہا ہے۔ اسلام میں نسخ کے وقوع پر قرآن و احادیث میں بہت سارے دلائل موجود ہیں۔ سب سے پہلے قرآنی آیات پیش کی جارہی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ"[10]

"اور جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیے، پھر جب وہ اپنی مدت پوری کر لیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ دستور کے مطابق اپنے حق میں کریں، اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبر دار ہے۔"

ارشاد ربانی ہے:

"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"[11]

"اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو انہیں اپنی بیویوں کے لیے سال بھر کے لیے گزارہ کے واسطے وصیت کرنی چاہیے گھر سے باہر گئے بغیر، پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورتیں اپنے حق میں دستور کے موافق کریں، اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔"

سورت بقرۃ کی ۲۳۴ نمبر آیت کریمہ میں بیوہ خاتون کی عدت ۴ ماہ اور ۱۰ دن بیان کی ہے جبکہ ۲۴۰ نمبر آیت کریمہ میں ایک سال بیان کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورت بقرۃ کی ۲۳۴ نمبر آیت کریمہ نے ۲۴۰ نمبر آیت کریمہ کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بیوہ خاتون کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے نہ کہ ایک سال۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی تخفیف کے لیے ایک سال عدت گزارنے کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ ان دونوں آیات میں یہ تاویل نہیں کی جاسکتی کہ نسخ کا یہ حکم پہلی شریعتوں سے متعلق ہے کیونکہ یہاں اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔[12] اس موقف کی تائید میں علامہ غلام رسول سعیدی نے تفسیر تدبر قرآن کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے کہ اگر کسی عورت کے شوہر کی وفات ہو جائے تو ایسی عورت کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے اور عام مطلقہ کی نسبت سے بیوہ کی عدت میں یہ اضافہ استبراء رحم، عورت کی سہولت اور سوگ وغیرہ کی مختلف مصلحتوں سے ہے۔ عورت کمزور فریق، نازک دل اور شدید حسّاس ہونے کی وجہ سے شوہر

کے صدمہ کو محسوس بھی زیادہ کرتی ہے اور حالتِ بیوگی میں وہ ہمدردی کی محتاج بھی زیادہ ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کا زمانہ عدت زیادہ رکھا گیا تاکہ شوہر کی وفات کے صدمہ کے ساتھ ساتھ معاً اس کو شوہر کی ڈیوڑھی چھوڑنے کا صدمہ بھی اٹھانا پڑے، چنانچہ اسی مصلحت کے تحت آگے اسی آیت کی مزید توضیح کے طور پر ایک عارضی ہدایت یہ بھی ہوئی: "اور جو تم میں سے وفات پاجائیں اور بیویاں چھوڑ رہے ہوں وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انہیں گھر سے نکالے بغیر نان و نفقہ دیا جائے۔"[13]

سر سید احمد خان اور غلام احمد پرویز نے کہا تھا کہ "مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا"[14] میں قرآن کریم کی آیت مراد نہیں بلکہ سابقہ شریعت کی آیت ہے، حالانکہ اس آیت کریمہ کا تعلق قرآن کریم میں نسخ کے ساتھ ہے۔

"وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ"[15] میں موجود "قالوا" سے متعلق سر سید احمد خان نے کہا تھا کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اس کے جواب میں علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ سر سید احمد خان کی یہ تفسیر اولاً اس لیے درست نہیں ہے کہ سورت نحل مکی ہے اور مکہ میں نبی اکرم ﷺ کے مخاطبین کفارِ قریش تھے یہود و نصاریٰ نہیں تھے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہود و نصاریٰ قرآن مجید کے جو احکام تورات و انجیل کے خلاف تھے اس کو پیغمبر اسلام ﷺ کا افتراء سمجھتے تھے، کیونکہ مکی سورتوں میں کفارِ قریش سے خطاب ہوتا ہے اور ان ہی کا رد ہوتا ہے۔ اور ثانیاً اس لیے کہ سر سید نے محض اپنی رائے سے یہ لکھا ہے کہ سورۃ النحل، آیت ۱۰۱ میں تبدیلِ آیت سے مراد قرآن مجید کی آیات نہیں ہیں بلکہ تورات اور انجیل کی آیات ہیں اور اس کے ثبوت میں نہ انہوں نے کوئی رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کی نہ کسی صحابی یا تابعی کا قول پیش کیا، اس لیے ان کی یہ تفسیر مردود ہے۔[16] نسخ کے احکام نہ صرف سابقہ ادیان میں تھے بلکہ اسلام میں نسخ کا عمل جاری رہا۔ اسی قانون کے تحت قرآن کریم میں بہت ساری ایسی آیات موجود ہیں جن کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔ نسخ کا یہ سلسلہ احادیث طیبہ میں بھی جاری رہا ہے۔ سر سید احمد خان اور ان کی فکر کے حامل مفکرین کا نسخ کو سابقہ ادیان کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں ہے۔

۲۔ تدبر قرآن میں نسخ کی مباحث

یہ تفسیر مولانا امین احسن اصلاحی کی ہے۔ انہوں نے لاہور میں رہتے ہوئے یہ تفسیر ۱۹۸۰ء میں مکمل کی۔ اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جدید دور کے اعتراضات کے بڑے تسلی بخش جوابات تحریر کیے گئے ہیں۔ اس تفسیر میں نسخ پر بھی بڑی عمدہ بحث کی ہے۔ یہودیوں کی جانب سے نسخ کے حوالے سے مسلمانوں پر مختلف اعتراضات فقط اس لیے کے گئے تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کیے جا سکیں کہ قرآن کریم الہامی کتاب نہیں ہے۔ یہودیوں کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور تورات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے تو پھر تورات کے

احکام میں تبدیلی کیسے آسکتی ہے ؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے قوانین میں خود ہی تبدیلی فرماتا ہے ؟ کیا اللہ تعالیٰ پر اپنی غلطیاں تجربہ کرنے کے بعد ظاہر ہو رہی ہیں اور وہ اب ان کی اصلاح کر رہا ہے ؟ اس طرح کے مختلف اعتراضات مسلمانوں پر کیے گئے۔ قرآن کریم نے اس کا جواب دیا کہ تورات میں موجود جن احکام کو منسوخ کیا جاتا ہے اس کی جگہ بہتر قانون لایا جاتا ہے۔ اسی طرح تورات میں موجود جتنے احکام یہودیوں نے بھلا دیئے تھے ان میں جدت لائی جاتی ہے اور اگر جدت نہ لائی جائے تو ان سے ملتے جلتے قوانین عطا کیے جاتے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جس پر اعتراض کیا جاسکے۔[17] نسخ کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

الف۔ خوب سے خوب تر کی طرف ترقی

خوب سے خوب تر کی طرف ترقی کے لیے نسخ کا قانون بنایا گیا۔ یعنی جو قانون اور حکم منسوخ کیا جاتا ہے اس کی جگہ پر اس سے بہتر حکم لایا جاتا ہے۔

ب۔ تجدید دین کی غرض سے نسخ

کبھی کبھی نسخ کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دین کی تجدید کی غرض سے کسی چیز کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی شریعت کے بہت سارے احکام بھلا دیئے تھے۔ جب دین اسلام آیا تو ان احکام میں سے اللہ تعالیٰ نے جنہیں چاہا ان کی تجدید فرمادی۔ تاکہ جو احکام ضائع ہو گئے تھے ان کو از سرِ نو محفوظ کر دیا جائے۔

ج۔ شریعت کی تطہیر

کبھی نسخ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دین اسلام اور شریعتِ اسلامیہ کی تطہیر کی جاسکے۔ شریعت اسلامیہ میں جو ملاوٹیں کی گئی اور جو بدعتیں ایجاد کی گئیں شریعت اسلامیہ کو ان سے پاک کرنے کے لیے بھی نسخ کیا جاتا ہے۔ سورت حج میں نسخ کی قسم کا تذکرہ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ۔"[18]

"اللہ تعالیٰ اس چیز کو مٹا دیتا ہے جو شیطان داخل کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو پختہ کرتا ہے۔"

نسخ بدعات کے رد اور باطل کے ابطال کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ آسمانی کتب اور شریعتِ اسلامیہ میں ظالم لوگوں نے جو اپنی من پسند چیزیں داخل کی تھیں، انبیاء کرامؑ نے دین الٰہی کو ان سے پاک کیا اور دین الٰہی کی تعلیمات کی تجدید فرمائی۔[19] نسخ سے متعلق مسلم محققین کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ اور جماعت نے تو اس میں بڑی وسعت پیدا کی ہے جبکہ دوسری جماعت نے اسکا سرے سے ہی انکار کر دیا اور تیسری جماعت اس کی قائل تو ہے لیکن انہوں نے اس کی حد بندی کی ہے۔[20] ان کے نزدیک نسخ سے متعلق پہلے دونوں گروہوں کا موقف بہت زیادہ کمزور ہے۔ ان کے نزدیک تیسرے گروہ کا موقف مضبوط ہے۔ تیسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ قرآن کریم کی کچھ آیات منسوخ ہیں۔[21] مولانا امین احسن اصلاحی شریعت

اسلامیہ میں نہ صرف نسخ کے قائل ہیں بلکہ انہوں نے نسخ کے منکرین کا بڑی تفصیل کے ساتھ رد بھی پیش کیا ہے۔ انہوں نے نسخ سے متعلق تین گروہوں کا تذکرہ کیا۔ پہلے دونوں گروہوں کا تسلی بخش رد کیا پھر تیسرے گروہ سے متعلق لکھا کہ اس کا موقف ہی ہمارا موقف ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ ہیں اور بعض ناسخ۔

۳۔ تبیان القرآن میں نسخ کی مباحث

دور حاضر کے اردو مفسرین میں علامہ غلام رسول سعیدی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ انہوں نے مختلف علوم و فنون میں بیسیوں کتب تصنیف کی ہیں۔ آپ نے بطور محدث، مفسر، فقیہ، خطیب، مدرس اور مصنف دنیائے اسلام میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا۔ مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر آپ نے مختلف شعبوں میں بڑا تحقیقی کام سر انجام دیا۔ آپ کی شاہکار تصانیف میں سے ایک تبیان القرآن ہے۔ اس میں انہوں نے ہر مسئلہ کی نہ صرف تفصیل بیان کی ہے بلکہ اس پر متقدمین و متاخرین کی تفصیلی آراء کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ نسخ کے حوالے سے بھی انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودیوں کہتے ہیں کہ نسخ کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس کا سختی سے انکار کر دیا ہے۔ یہودیوں کے اس اعتراض کی دلیل یہ ہے حضرت نوح علیہ السلام کے دین میں صرف خون کو حرام کیا گیا باقی ساری چیزیں ان کے لیے حلال تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دور میں بہت سارے جانوروں کا کھانا حرام قرار دے دیا۔ سیدنا آدمؑ کے دین متین میں بھائی بہن کا آپس میں نکاح کیا جاتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے دور میں اس کو حرام قرار دے دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں لیکن بعد میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کے خلاف جنگ لڑیں۔ انہوں نے ان کے خلاف جنگ لڑی جس کے نتیجے میں ستر ہزار لوگ قتل کر دیئے گئے لیکن بعد میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ یہ ساری مثالیں تورات میں موجود ہیں۔ ان ساری مثالوں کا تعلق نسخ کے ساتھ ہے۔[22] اسلامی تعلیمات میں نسخ صرف کتاب و سنت سے ہوتا ہے اور کسی چیز سے نہیں ہوتا۔ تعامل اور عرف کے ذریعے بدلنے والے احکام کو نسخ نہیں کہا جاسکتا۔ اس کو مجتہدین کا اختلاف کہا جاتا ہے۔[23] نسخ کا مطلب ہے کہ سابقہ حکم شرعی کو بعد والے حکم شرعی کے ذریعے ختم کر دینا اور بداء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرے پھر اس کو چھوڑ دے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسخ اور بداء میں بہت سارا فرق ہے۔ متقدمین کے نزدیک نسخ کا مفہوم عام ہونے کی وجہ سے منسوخہ آیات کی تعداد زیادہ ہے جبکہ متاخرین کے نزدیک اس کا مفہوم خاص ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد کم ہے۔

۴۔ معارف القرآن میں نسخ کی مباحث

یہ مفتی محمد شفیع کی نمایاں علمی کاوش ہے۔ اس تفسیر میں مختلف تفاسیر اور کتب حدیث سے احادیث اخذ کر کے عصر حاضر کے مسائل کو قرآنی انداز میں سمجھایا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے نہ صرف قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے بلکہ علوم

القرآن کی مباحث کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ نسخ سے متعلق ان کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کا یہ قانون ہے کہ مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں اکثر دفعہ ایک قانون کو ختم کر کے اس کی جگہ دوسرا قانون متعارف کرا دیا جاتا ہے۔ ان اداروں میں بعض دفعہ قانون کی تبدیلی کی وجہ یہ بنتی ہے کہ پہلے والا قانون کسی غلط فہمی کی وجہ سے بنایا گیا اور اسے لاگو کیا گیا بعد میں پتا چلنے پر اسے تبدیل کر دیا گیا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک قانون جب لاگو کیا گیا تو وہ اس وقت حالات و واقعات کے بالکل مناسب تھا لیکن بعد میں حالات تبدیل ہونے کی وجہ سے اسے لاگو رکھنا ممکن نہیں تھا تو اسے تبدیل کر دیا گیا۔ تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حکم نامہ جاری کرنے والے کو پہلے سے علم تھا کہ جاری ہونے والا حکم موجودہ حالات کے مطابق ہے لیکن بعد میں حالات تبدیل ہو جائیں گے تو وقت یہ حکم مناسب نہیں ہو گا۔ اس بنا پر وہ ایک حکم نامہ جاری کرتا ہے پھر جب اس کے علم کے مطابق حالات تبدیل ہوتے ہیں تو پہلے حکم کو ختم کر کے حالات کے مطابق دوسرا حکم جاری کر دیتا ہے۔ اوپر بیان کردہ پہلی دونوں صورتیں اللہ تعالیٰ کے احکام میں ممکن نہیں ہو سکتی۔ البتہ احکامِ الٰہی میں یہ تیسری صورت ممکن ہو سکتی ہے۔ ہر نبی کے ذریعے سابقہ نبی کے لائے ہوئے بہت سارے احکام تبدیل کیے گئے اور ہر نازل ہونے والی کتاب کے ذریعے سابقہ کتب کے بہت سارے احکام کو تبدیل کیا گیا۔ اسی طرح ہر شریعت میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ ایک حکم کو ایک وقت تک کے لیے نافذ کیا گیا پھر جب حالات تبدیل ہوئے تو اس حکم کو تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم نافذ کر دیا گیا۔[24] یہ نسخ کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی تفسیر میں مختلف مقامات پر اس کا تذکرہ بھی کیا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ نسخ کے مسائل میں ایسا رخ اختیار کرنا جس کی وجہ سے معترضین کو اعتراض کرنے اور اسلام کی شان و عظمت کم کرنے کا موقع ملے، سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نسخ کو ایسے طریقے کے ساتھ بیان کیا جائے جس سے اسلام کی شان و عظمت میں مزید اضافہ واقع ہو۔

۵۔ تفہیم القرآن میں نسخ کی مباحث

یہ سید ابو الاعلیٰ مودودی کی تفسیر پر مایہ ناز کتاب ہے جو دورِ حاضر میں اردو زبان کی عظیم تفسیر ہے جو تیس سال کے عرصے میں تحریر کی گئی۔ اس کی تین خاصیتیں ہیں جس کی بناء پر یہ دوسری تفاسیر سے ممتاز نظر آتی ہے۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دعوتی اسلوب غالب نظر آتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ اس میں اُن تمام اعتراضات کو دور کیا گیا ہے جو مستشرقین کی جانب سے کیے گئے ہیں۔ تیسری یہ ہے کہ اس سے معاشرے کا ہر فرد اردو زبان میں قرآن کریم کے مدعا کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ یہودیوں کے ایک خاص اعتراض کا جواب ہے جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا۔ اعتراض یہ تھا کہ قرآن کریم سمیت ساری کتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں تو پھر قرآن کریم میں سابقہ کتب کے مقابلے میں کچھ احکام تبدیل کیوں کیے گئے۔ خدا سب کا ایک ہے تو پھر اس نے مختلف اوقات میں احکام تبدیل کیوں کیے؟ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہودی اور عیسائی آسمانی تعلیم

کے ایک حصے کو بھول گئے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی انسانی ذہنوں سے کیسے نکل سکتی ہے ؟ یہ سوالات یہودیوں نے صرف اس لیے کیے تاکہ مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات ڈالے جا سکیں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ میں مالک اور مختار ہوں جس چیز کو چاہوں منسوخ کر دوں اور جسے چاہوں ذہنوں سے بھلا دوں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ میں جس چیز کو منسوخ کرتا ہوں اس کی جگہ پر اس سے زیادہ فائدہ مند چیز لے کر آتا ہوں یا پھر کم از کم پہلی چیز جتنی فائدہ مند لے کر آتا ہوں۔[25] شریعت اسلامیہ میں نسخ کے وقوع کا انکار سب سے پہلے یہودیوں نے کیا تھا جس کا اُن کو قرآن کریم نے ہی جواب دے دیا تھا۔ قرآن کریم درج بالا آیت کریمہ میں یہودیوں کے ہی سوال کا رد کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے، جس چیز کو مرضی منسوخ کر دے اور جس کو چاہے ذہنوں سے نکال دے۔

خلاصہ بحث

مسلم محققین نزدیک شروع سے ہی نسخ کو خصوصی اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ نسخ کی حقیقت پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ صرف چند ایک لوگوں نے اس کی حقیقت سے انکار کیا۔ قرآن کریم میں نسخ کے وقوع پر تو سب کا اتفاق رہا ہے البتہ اس کی کیفیت میں علماء و محققین اختلاف کرتے آئے ہیں۔ تفسیری ادب کو اسلامی تعلیمات میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر کرتے وقت مختلف مفسرین نے نسخ پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اردو تفسیری ادب کے مفسرین نے بھی قرآن کریم میں نسخ کے حامی نظر آتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان تفاسیر میں نہ صرف نسخ سے متعلقہ آیات کی تشریح و توضیح بیان کی گئی ہے بلکہ کچھ تفاسیر میں نسخ کے دلائل اور اس کی اصطلاحات کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اُن تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد نسخ سے متعلقہ کتب دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ سر سید احمد خان اور غلام احمد پرویز کا شمار ایسے مفسرین کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے تفسیری فکر کو مغربی فکر سے ہم آہنگ کرنے کی بھرپور جدوجہد کی ہے۔ اسی جدوجہد کے نتیجہ میں انہوں نے اسلامی تعلیمات میں نسخ کے وقوع کا ہی انکار کر دیا۔ برصغیر کے جمہور مفسرین کرام کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ قرآن کریم میں نسخ واقع ہوا ہے۔ البتہ نسخ کے وقوع کے حوالے سے یہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ کچھ نے تو نسخ کے مفہوم میں بہت زیادہ وسعت پیدا کر دی جبکہ کچھ کے نزدیک قرآن کریم کی صرف چند آیات منسوخ ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ دونوں طبقات کی فکر کو اجاگر کر کے ان کا موازنہ کیا جائے۔ اسی خلا کو پر کرنے کے لیے ہی زیر نظر مقالہ لکھا گیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ غلام احمد پرویز، لغات القرآن، ادارہ طلوع اسلام، لاہور، 1984، ص 1610؛ سر سید احمد خان، تفسیر القرآن وہو الہدی والفرقان، سر سید ریسرچ اکیڈمی، لاہور، 2010ء، 2/133

2۔ سر سید احمد خان، تفسیر القرآن وہو الہدی والفرقان، 1/137-143

3۔ سورۃ البقرۃ:2/106

4۔ سر سید احمد خان، تفسیر القرآن وہو الہدیٰ والفرقان، 1/137-143

5۔ سورۃ النحل، 16/101

6۔ سر سید احمد خان، تفسیر القرآن وہو الہدیٰ والفرقان، 1/132، 133

7۔ سورۃ البقرۃ:2/106

8۔ غلام احمد پرویز، لغات القرآن، ص1609، 1610

9۔ سورۃ البقرۃ:2/106

10۔ سورۃ البقرۃ:2/234

11۔ سورۃ البقرۃ:2/240

12۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان الفرقان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2015ء، 1/128

13۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009ء، 1/546

14۔ سورۃ البقرۃ:2/106

15۔ سورۃ النحل، ۱۰۱

16۔ سعیدی، تبیان الفرقان، 1/126، 127

17۔ اصلاحی، تدبرِ قرآن، 1/296، 297

18۔ سورۃ الحج:22/52

19۔ اصلاحی، تدبرِ قرآن، 1/308-312

20۔ اصلاحی، تدبرِ قرآن، 1/313-315

21۔ اصلاحی، تدبرِ قرآن، 1/315

22۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، 2009ء، 1/481

23۔ سعیدی، تبیان القرآن، 1/484

24۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008ء، 1/283

25۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، س ن، 1/168